4اپریل1961

ازعدالت الاعظمیٰ

ڈاکٹر ظفر علی شاہ اور دیگران

بنام

اسسٹنٹ کسٹوڈین آف اویکیو پراپرٹی، جھانسی اور دیگران

(بی پی سنہا، سی جے، ایس کے داس، اے کے سرکار، این راج گوپالا آئینگر اور جے آر مدھولگر، جوتیز)

متروکہ املاک۔ کا اعلان۔ اگر نوٹس جاری کیے بغیر کیا جا سکتا ہے۔ ایڈمنسٹریشن آف اویکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 (31 آف 1950)، دفعہ 7۔ بے گھر افراد (معاوضہ اور بازآبادکاری) ایکٹ، 1954 (44 آف 1954)، دفعہ 12۔ آئین ہند، آرٹیکل 19(1)(ایف)

متروکہ املاک کے متولی نے اعلان کیا کہ دو مکانات متروکہ املاک ہیں۔ انتظامیہ متروکہ وقف املاک ایکٹ 1950 کی دفعہ 7 کے تحت کارروائی کا آغاز کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں دو افراد کو مالکان کے طور پر اعلان کیا گیا تھا۔ یہ افراد پیش نہیں ہوئے اور کارروائی میں حصہ نہیں لیا۔ درخواست گزاروں نے دعویٰ کیا کہ وہ گھروں میں کچھ حصص کے حقدار ہیں۔ ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت انہیں کسی بھی وقت کوئی نوٹس نہیں دیا گیا تھا اور نہ ہی انہیں کبھی بے دخل قرار دیا گیا تھا۔ درخواست گزاروں میں سے ایک نے اس ایکٹ کے تحت متولی جنرل کے پاس اپیل دائر کی تھی جسے زائد المعیاد قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد درخواست گزاروں نے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت اس بنیاد پر عرضی دائر کی کہ انہیں غلط طریقے سے گھروں میں ان کے حصص سے محروم کیا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ چونکہ درخواست گزاروں کو ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا ہے، لہذا گھروں میں ان کے حصص کبھی بھی متروکہ املاک نہیں بنے ہیں اور نہ ہی متولی کے پاس ہیں۔ جس درخواست گزار نے اپیل دائر کی تھی وہ ایوانوں میں اپنے حقوق سے محروم نہیں ہوا کیونکہ اپیل میں اس طرح کے حقوق کے بارے میں کسی سوال کا فیصلہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ اسے صرف اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا تھا کہ یہ اس کے لئے مقررہ وقت سے زیادہ دائر کیا گیا تھا۔ پابندی سے، ان کی طرف سے کوئی اپیل نہیں کی گئی کیونکہ وہ اس اعلان کے نتیجے میں ہونے والی کارروائی میں فریق نہیں تھے۔

بے گھر افراد (معاوضہ اور بازآبادکاری) ایکٹ، 1954 کی دفعہ 12 صرف ایک بے گھر شخص کے حقوق کو متاثر کرتی ہے۔ اس دفعہ کے تحت جاری نوٹیفکیشن کا گھروں میں درخواست گزاروں کے حقوق کو ختم کرنے کا کوئی اثر نہیں تھا کیونکہ انہیں کبھی بے گھر قرار نہیں دیا گیا تھا۔

ابراہیم ابوبکر بنام ٹیک چند ڈولوانی، (1953) ایس سی آر 691، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اصل دائرہ اختیار : 1959 کی رٹ پٹیشن نمبر 96۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت عرضی۔

درخواست گزاروں کی طرف سے ایس شوکت حسین اور پی سی اگروال۔

جواب دہندگان کی طرف سے این ایس بندرا، آر ایچ ڈھیبر اور ٹی ایم سین شامل ہیں۔

4 اپریل 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس سرکار۔ یہ ایک عرضی ہے جس میں آئین کے آرٹیکل 19 (1) (ایف) کے تحت ضمانت دی گئی جائیداد رکھنے کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کا سوال اٹھایا گیا ہے۔ یہ اقدام ایڈمنسٹریشن

آف متروکہ وقف املاک ایکٹ 1950 کے تحت دو گھروں کو متروکہ املاک قرار دینے کے حکم نامے کے نتیجے میں سامنے آیا ہے۔

ہوا یہ کہ ستمبر 1951 میں قانون کی دفعہ 7 کے تحت نصرت علی اور فتح علی کو بالترتیب دو نوٹس جاری کیے گئے تھے، جن میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ کیوں نہ انہیں متروکہ وقف قرار دیا جائے اور ان کی جائیدادوں کو متروکہ املاک قرار دیا جائے۔ 10 جنوری 1952ء کو متولی کی جانب سے یہ اعلان کیا گیا کہ نصرت علی اور فتح علی متروکہ وقف ہیں اور مکانات متروکہ املاک ہیں۔ اس طرح کے اعلان پر قانون کی دفعہ 8 کی شق کے تحت متولی کے پاس مکانات تھے اور اس نے ان پر قبضہ کرلیا۔ یہ مکانات ایک خادم علی کی ملکیت تھے جنہیں کبھی بے گھر قرار نہیں دیا گیا تھا اور یکم اکتوبر 1950 کو یا اس کے آس پاس ان کا انتقال ہو گیا تھا، جس کے بعد تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں رہ گئیں، جو اس کے بعد کچھ حصوں میں ان کے حقدار بن گئے۔ نصرت علی اور فتح علی خادم علی کے دو بیٹے تھے۔ درخواست گزار ان کے دوسرے بیٹے اور ان کی دو بیٹیاں ہیں۔ دفعہ 7 کے تحت انہیں کسی بھی وقت کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی انہیں کبھی بے دخل قرار دیا گیا تھا۔ ان حقائق پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

درخواست گزاروں کا مؤقف ہے کہ متولی کے اقدام سے انہیں گھروں میں ان کے حقوق سے غلط طور پر محروم کیا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک طویل عرصے تک انہیں ایوانوں کے حوالے سے ایکٹ کے تحت کی جانے والی کارروائی کا کوئی علم نہیں تھا اور جب انہیں متولی کے حکم کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے مختلف اقدامات کیے لیکن ناکام رہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ان اقدامات میں سے ایک یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد درخواست گزار نے تمام درخواست گزاروں کی جانب سے 10 جنوری 1952 کے حکم کے خلاف متولی جنرل سے اپیل کی تھی۔ اس اپیل کے مسترد ہونے پر انہوں نے موجودہ درخواست کے ذریعے اس عدالت کا رخ کیا۔

سوال یہ ہے کہ کیا متولی کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ ان دونوں گھروں کی مکمل ملکیت کا اعلان کرے اور درخواست گزاروں کو ان کے حقوق سے محروم کرے۔ یہ بات اچھی طرح سے ثابت ہے اور متنازعہ نہیں ہے کہ کسی بھی شخص کی جائیداد کو اس وقت تک متروکہ جائیداد قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ اس شخص کو پہلے ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت نوٹس نہ دیا گیا ہو: دیکھیے ابراہیم ابوبکر بنام ٹیک چند ڈولونی ((1953) ایس سی آر 691، 702)۔ ظاہر ہے کہ درخواست گزاروں کو ایسا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔ لہٰذا گھروں میں ان کا مفاد متولی کو نہیں دیا جاسکتا تھا۔

مدعا علیہان کے فاضل وکیل نے تسلیم کیا کہ جہاں تک خواتین درخواست گزاروں کا تعلق ہے، ان کے مفادات ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت دیے گئے حکم سے کسی بھی طرح متاثر نہیں ہو سکتے۔ تاہم ان کا مؤقف ہے کہ مرد درخواست گزار ظفر علی نے 10 جنوری 1952 کے حکم کے خلاف نگران جنرل میں اپیل دائر کی ہے، وہ کم از کم ذاتی طور پر اپیل مسترد کرنے کے حکم کے پابند ہیں، یہ حکم نیم عدالتی فیصلہ ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس درخواست کو برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں۔

ہمیں نہیں لگتا کہ یہ تنازعہ اچھی طرح سے قائم ہے۔ ظفر علی اس کارروائی میں فریق نہیں تھے جس میں یہ حکم جاری کیا گیا تھا۔ بنایا گیا۔ واضح طور پر کہا جائے تو اس حکم کے خلاف ان کی جانب سے کوئی اپیل نہیں کی گئی اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد ایک بار پھر اپیل میں ظفر علی کے ایوانوں کے حق کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا، اسے صرف اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا کہ یہ اس کے لئے مقررہ وقت سے زیادہ دائر کیا گیا تھا۔ متولی جنرل کی جانب سے ایوانوں میں ظفر علی کے حق کو متاثر کرنے والی کسی بھی حقیقت کا کوئی عدالتی تعین نہیں کیا گیا تھا۔ جیسا کہ تسلیم کیا گیا ہے، اگر گھروں میں ظفر آل کا حصہ ان کو مناسب نوٹس کے بغیر متولی کے پاس نہیں دیا جا سکتا ہے، تو ہم اس بات کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں کہ پوزیشن کیسے مختلف ہو جاتی ہے کیونکہ ظفر علی نے ایک اپیل دائر کی تھی جسے وقت کی پابندی کے طور پر مسترد کر دیا گیا تھا اور جسے انہیں کبھی دائر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ جہاں تک ایوان میں ظفر علی کے حصے کا تعلق ہے تو 10 جنوری 1952 کا حکم دائرہ اختیار سے باہر تھا اور اپیل کے باوجود ایسا ہی رہا۔

ہمارے خیال میں اپیل میں درخواست میں کئے گئے دعوے کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے۔ چونکہ دفعہ 7 کے تحت درخواست گزاروں کو کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا، لہذا دونوں ایوانوں میں ان کی دلچسپی کبھی بھی متولی کے پاس نہیں تھی۔ متولی کے اقدامات جہاں تک وہ درخواست گزاروں کو ان کی جائیداد سے محروم کرتے ہیں وہ برقرار نہیں رکھ سکتے۔

مدعا علیہان کی جانب سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ جائیدادیں پہلے ہی بے گھر افراد (معاوضہ اور بازآبادکاری) ایکٹ، 1954 کے تحت حاصل کی جا چکی ہیں اور اس لیے درخواست گزاروں کا اب ان پر کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 12 کی ذیلی دفعہ (2) میں کہا گیا ہے کہ ذیلی دفعہ (1) کے تحت نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد، نوٹیفکیشن میں بیان کردہ متروکہ املاک میں کسی بھی متروکہ وقف املاک کا حق، عنوان اور مفاد، جس تاریخ کو اس طرح شائع کیا گیا ہے، ختم کر دیا جائے گا اور متروکہ املاک کو مکمل طور پر مرکزی حکومت کے پاس منتقل کیا جائے گا۔ بتایا گیا کہ اس دفعہ میں مذکور نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ دفعہ درخواست گزاروں کے حقوق کو متاثر نہیں کرتی ہے۔ اس سے صرف نقل مکانی کرنے والے کے حقوق متاثر ہوتے ہیں جو درخواست گزار تسلیم شدہ حقائق کے مطابق نہیں ہیں۔

ہم یہاں یہ بات قابل ذکر ہیں کہ درخواست گزار ظفر علی کا دعویٰ ہے کہ ان کے والد نے وصیت چھوڑی تھی جس میں انہیں گھروں میں اس سے زیادہ حصہ دیا گیا تھا جتنا انہیں بنا وقت پر ملتا تھا۔ ہم اس معاملے میں وصیت کے تحت اس کے حقوق کے بارے میں فکرمند نہیں ہیں، اگر کوئی ہے، اور ان کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہیں.

نتیجتاً، ہم درخواست کی اجازت دیتے ہیں اور 10 جنوری 1952 کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں، جہاں تک کہ اس سے متعلقہ جائیدادوں میں درخواست گزاروں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

درخواست منظور کر لی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document